قرآن حکیم متقین کیلئے ہدایت ہے !

قرآن حکیم کی ابتدا میں اللہ تعالیٰ اس کتاب کا تعارف ان الفاظ میں کرایا ہے کہ یہ متقین کیلئے ہدایت ہے۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ (البقرہ-2) عمومی طور پر ہدایت کی ضرورت گمراہوں اور گنہگاروں کو زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم کو ان کے بجائے سب سے پہلے متقین کیلئے ہدایت کیوں قرار دیا گیا، جو پہلے ہی سے پرہیزگار ہیں۔ جب ہم متقین لفظ کے معنی و مفہوم کو سمجھ لیں گے تو ہم پر یہ حقیقت آشکار ہو گی کہ قرآن حکیم کو متقین کیلئے ہدایت کیوں قرار دیا گیا۔ حکیم الاسلام مولانا عبیداللہ سندھیؒ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تقویٰ ایک استعداد اور صلاحیت ہے کہ جس کے ذریعہ انسان انصاف کرنے کا اہل بنتا ہے۔ لہٰذا جو شخص قرآن کی دنیا میں داخل ہو گا وہ یہ استعداد حاصل کرلے گا۔ ایسے لوگوں کیلئے ہی قرآن اپنی ہدایت کے دروازے کھولتا ہے۔

مولانا عبیداللہ سندھیؒ تقویٰ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب "غنیۃ الطالبین" کے حوالے سے پیغمبر کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ قرآن کی یہ آیت تقویٰ کا مکمل احاطہ کرتی ہے :

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِى الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (النحل۹۰)

ترجمہ : (مسلمانو!) اللہ حکم دیتا ہے کہ (ہر معاملے میں) انصاف کرو، (سب کے ساتھ) بھلائی کرو اور قرابت داروں کے ساتھ سلوک کرو۔ اور تمہیں روکتا ہے بے حیائی کی باتوں سے، ہر طرح کی برائیوں سے اور ظلم و زیادتی کے کاموں سے۔ وہ نصیحت کرتا ہے تاکہ (سمجھو اور) نصیحت پکڑو۔

مولانا عبیداللہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن حکیم میں جہاں کہیں بھی تقویٰ کا ذکر ہوا ہے، وہاں تقویٰ کی جن خصوصیات کا ذکر ہے، وہ خصوصیات مذکورہ آیت کی تشریح ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں یہ واضح حکم ہے کہ انصاف قائم کرنے والے بن جاؤ یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔ (اِعْدِلُوْا ۛ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۖ - (المائدہ-۸)

مذکورہ آیت میں تقویٰ کی اُس تشریح کا واضح بیان ہے۔

یہ واضح ہوا کہ قرآن کہ ہدایت عدل و انصاف کی راہ پر گامزن اور اس کے طلبگار کیلئے ہے۔ جو آدمی انسانیت اور عدل و انصاف کے مطابق زندگی گذارنا ہی نہیں چاہتا وہ قرآن سے ہدایت حاصل نہیں کر سکے گا۔

عدل واحسان کیا ہے؟

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَ الۡاِحۡسَانِ۔ (النحل۔۹۰)

ترجمہ: (مسلمانو!) اللہ حکم دیتا ہے کہ (ہر معاملے میں) انصاف کرو۔

عدل کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیز ہمارے اپنے نفس کیلئے چاہئے، اُس چیز پر ویسا ہی حق دوسرے کا بھی تسلیم کیا جائے۔ پیغمبر کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہی پسند کریں جو آپ اپنے نفس کیلئے پسند کرتے ہیں۔

وَ الۡاِحۡسَانِ ۔ اور سب کے ساتھ بھلائی کرو۔ احسان کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ انسان جس کے ساتھ نیکی کرتا ہے، اس کی ضرورت کی حد تک جو ان کا حق بنتا ہے وہ انہیں دے دے۔ لیکن اگر کوئی اپنا حق بھی چھوڑ دے تو اُسے "احسان" کا اعلیٰ درجہ کہا جائے گا۔ جب کسی کی بدحالی کی صورتحال سامنے ہو تو پھر احسان کو چھوڑنا خلافِ عدل ہے۔ احسان کا حکم اللہ تعالیٰ کا ہے۔ فرمانبردار بندہ اللہ کے حکم کو سر آنکھوں پر رکھ کر اللہ کی خاطر نیکی کے کام کر کے "فی سبیل اللہ" کی سعادت حاصل کرلیتا ہے۔ مولانا عبیداللہ سندھیؒ فرماتے ہیں کہ ایسے آدمی پر جب کوئی مصیبت آن پڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے اوپر، اس کے آسپاس اور اُس کے سامنے اُس کا مددگار بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے ایسے بندوں کے ذریعہ اس کی مدد کرتا ہے جو جتلائے بغیر اس کے مددگار بنتے ہیں۔ بندہ جب قدرت کی ایسی شان دیکھے گا تو اُسے اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا قانون یاد آجائے گا۔

وَ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی میں احتیاج کی قید نہیں، بلکہ خود آگے بڑھ کر اقارب کی بحالکاری میں مددگار بننا ہے۔ والا رحام۔ یہ تین کام یعنی: عدل، احسان اور ایتاءِ ذی القربیٰ واجب ہیں اور تقویٰ کی روح ہیں۔ اسی طرح تقویٰ کی زندگی کیلئے دیگر تین کام اور ہیں:

وَ یَنۡہٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَ الۡمُنۡکَرِ وَ الۡبَغۡیِ ۚ (النحل۔۹۰)

1) الۡفَحۡشَآءِ یعنی بے حیائی کے کاموں سے رکنا۔ انسان جس کام کو لوگوں سے چھپاتا ہے اور دل میں اُس کام کی خرابی اُسے کھٹکتی ہے یعنی ضمیر ملامت کرتا ہے تو وہ کام بے حیائی میں شمار ہوگا، جس سے بچنا تقویٰ ہے۔
2) منکرات یعنی جن کاموں کو انسانی معاشرہ جرم قرار دیتا ہے ان کاموں سے پرہیز کی جائے۔
3) الۡبَغۡیِ انارکزم سے پرہیز کی جائے۔ یعنی سماج میں عدل وانصاف کے قیام کیلئے جو ادارے اور حکومت بنائی جاتی ہے، ان سے اس طرح بغاوت کا طریقہ اختیار نہ کیا جائے جس سے فساد و انارکزم کا اندیشہ ہو، لیکن اگر اکثریت کے اوپر چند افراد کی آمریت و استکبار قائم ہو اور وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکامات کے منکر بن جائیں تو اس کی تبدیلی کیلئے انقلاب کا طریقہ اختیار کیا جائے۔ یہ بھی تقویٰ کی زندگی کا لازمی تقاضا ہے۔

یہاں تقویٰ کی تعریف میں تین چیزیں کرنے کی اور تین چیزیں نہ کرنے کی ہیں۔ اُن چھ چیزوں کا تعلق انسان کی انسانیت کے ساتھ ہے۔ انہیں جس قدر ملحوظِ خاطر رکھے گا، اسقدر اسکی انسانیت ترقی کرے گی۔ جو انسانیت اس دنیا کی زندگی میں عدل (بالعدل)، احسان (والاحسان) اور اجتماعیت (وَ اِیۡتَآیِٔ ذِی الۡقُرۡبٰی) کے جذبات سے مزین ہے اور جو انسان اپنے

ضمیر کی خوبصورتی کو تہس نہس نہیں کرتا، اپنے معاشرتی اقدار کو پائمال نہیں کرتا اور جو آدمی سماجی معاہدہ کا باغی نہیں بنتا، قرآن ایسے انسان کیلئے سراپا ہدایت ہے۔ وہی لوگ متقی ہیں۔ قرآن میں ایسے لوگوں کی دیگر خصوصیات یہ بیان کی گئی ہیں کہ وہ لوگ اپنے دوَر کے انتہائی معتبر اور نیکوکار افراد پر اعتماد کر کے وحی کی ہدایت کی روشنی میں غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ صلوٰۃ قائم کر کے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور جوابدہی پر قائم رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو رزق انہیں عطا ہوا ہے، اس میں سے بے حساب خرچ کرتے ہیں۔ وہ قرآن اور اس سے قبل کی الٰہی کتابوں کو مانتے اور ان ادیان پر یقین رکھتے ہیں۔ اور اللہ کے حضور میں حاضر ہو کر پل پل کا حساب کتاب دینے پر یقین رکھتے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جو خود کو اللہ کی نازل کردہ ہدایت کی اہل ثابت کرتے ہیں۔ اور ہدایت کے حصول کے نتیجے میں انہیں فوز و فلاح حاصل ہوتی ہے۔ (البقرہ- ا۔۵)

قرآن کی ہدایت وہی لوگ حاصل کر سکیں گے جو خود بھی ہدایت کے متلاشی ہوں اور بنی نوعِ انسان کی ہدایت، فلاح اور سعادت کیلئے دردمندی اور فکرمندی رکھتے ہوں۔ بنی نوع انسان کی ابتدا سے ان کی ہدایت و فلاح کیلئے انبیاء اور مصلحین کی سعی و جدوجہد کا ایک طویل پسمنظر ہے۔ اُسی پسمنظر میں انسانی کارواں کو ترقی کے منازل طے کرانے کی فکرمندی اور تڑپ رکھنے والے لوگوں کیلئے ہدایت کے خزانے ہیں۔ خود پیغمبر کریم ﷺ کے متعلق قرآن میں آپ ﷺ کی اسی تڑپ کو بیان کیا گیا ہے :

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى (الضحیٰ۔۷)

ترجمہ : (اے پیغمبر!) ہم نے دیکھا کہ ہماری تلاش میں ہو، ہم نے خود ہی تمہیں اپنی راہ دکھلائی۔

اُسی تڑپ کا تعلق انسان کی عملی زندگی سے ہے۔ جو آدمی سماج میں انسانیت کی فلاح اور ترقی کیلئے چند کام بطور فرض ذمہ لے لیتا ہے، انسانوں کو ان کے تخلیقی مقاصد کی تکمیل میں ان کا معاون بننے کی فکرمندی رکھتا ہے۔ لوگوں کو معرفتِ خداوندی کے ساتھ منسلک کرنے کیلئے سعی و کوشش کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ایسے افراد کیلئے آگے بڑھنے کے راستے آسان فرما دیتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے :

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ (عنکبوت۔۶۹)

ترجمہ : اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں سعی و کوشش کی، ضروری ہے کہ ہم بھی ان پر اپنی راہیں کھول دیں۔